مُفت:

گئو رکھشا

ہندو دانشوروں کے

غور کا مسئلہ

از

عبدالکریم پاریکھ

ناشر

محمد آفاق صدیقی (سیکریٹری)

مکان نمبر 48/A-11 محلہ بارہ دری۔ محمد علی روڈ

مُرادآباد۔ یوپی (ہندوستان)

(رضا لیتھو پریس لال مسجد روڈ مرادآباد فون نمبر ۲۸۳۱)

عرضِ ناشر

نظر اپنے گریباں میں بھی وہ ڈالیں تو اچھا ہو
ہمارے پیرہن کی دھجیاں بیکار کرتے ہیں

حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب ناگپوری کی (مفصل اور ولولہ انگیز) تقریر جو پیش خدمت ہے کئی اخبارات و رسالہ جات میں چھپ بھی چکی ہے اور لوگوں کی نظر سے گذری بھی ہوگی لیکن پھر بھی دل چاہتا ہے کہ اس تقریر کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ اور اس انتہائی منصفانہ مضمون کو ملک کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کراکر بھی شائع کیا جائے۔ اور خصوصی طور پر ہمارے برادرانِ وطن کو، جو اکثریتی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں پیش کی جائے کہ وہ سوچیں سمجھیں اور منصفانہ طریقہ اختیار کریں۔ چنانچہ خاکسار نے اس وقت ہندی اور اردو زبان میں زیرِ نظر کتابچہ شائع کرایا ہے جو پیشِ خدمت ہے۔ ہو سکا تو انگریزی زبان میں بھی اس کا ترجمہ شائع کیا جائے گا۔ بہتر ہوگا کہ دیگر صاحبان بھی اس کو ملک کی تمام زبانوں میں کافی تعداد میں چھپوا کر برادرانِ وطن کو تقسیم کرائیں۔ تاکہ ہمارے فرقہ کے خلاف جو ایک بے خطا مجرم کی حیثیت رکھتا ہے انصاف سے کام لیا جاتے جیسا کہ جناب مولانا صاحب موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ اکثریتی فرقہ کے دانشوروں کا خود انصاف کے ساتھ ٹھنڈے دل سے غور و خوض کا مسئلہ ہے۔ اس کے شائع کرانے میں خاکسار کی امداد کی ضرورت ہو تو خاکسار سے رجوع کر سکتے ہیں۔

خادم :- محمد آفاق صدیقی - یکم جنوری ۱۹۷۸ء

مفت ملنے کے پتے :- (۱) محمد آفاق صدیقی (سیکریٹری) مکان نمبر A-11/48،
محلہ بارہ دری۔ محمد علی روڈ۔ مراد آباد (یو، پی)

(۲) مولانا افتخار فریدی۔ فریدی منزل سنبھلی گیٹ۔ مراد آباد (یو، پی)

دیباچہ

تحفظ گائے کے سلسلے میں ایک اعلیٰ سطح کی کانفرنس ۱۹ ستمبر ۱۹۷۷ء کو اگرسین بھون ، ناگ پور میں منعقد ہوئی تھی ۔ اس کانفرنس میں جناب مولانا الحاج عبد الکریم پاریکھ صاحب کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا ۔ موصوف نے اس کانفرنس میں پون گھنٹہ مفصل تقریر فرمائی جس کا متن ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس کانفرنس میں آر، ایس، ایس کے سنچالک بالا صاحب دیورس اور ہائی کمانڈ کے دیگر ذمہ دار "گیتا مندر" کے سوامی درشنا نند جی جین، مہامنڈل مقامی ہندو مہاسبھا ماروا‌ڑی سوسائٹی کے صدر اور سناتنی دھرم ، ویدک دھرم کے سربراہ موجود تھے ۔ نیز پنڈت شیوکرن شرما چھانگانی اور شری گھٹاٹے صاحب کے علاوہ ملک کی گورکشا کمیٹیوں کے نمائندے اور اعلیٰ سرکاری افسران بھی موجود تھے ۔

تحفظ گائے کے اس مسئلہ میں اس تقریر میں پیش کردہ حقیقت پسندانہ تجزیہ اور بے لاگ نقطہ نظر سن کر سامعین نے اعتراف کیا کہ اس مسئلہ میں واقعی یہ پہلو اور زاویۂ نظر اپنانے کی ضرورت ہے ۔

(بقلم احمد اللہ عقیل مالیگانوی)

ہندوستانی مسلمان "گئو رکھشا" اور تحفظ گائے

"تحفظ گائے کے سلسلے میں ایک اعلیٰ سطح کی کانفرنس ۱۹۷۷ء کو اگرسین بھون ناگپور میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں مولانا الحاج عبدالکریم پاریکھ صاحب کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ موصوف نے اس کانفرنس میں پون گھنٹے مفصل تقریر فرمائی۔ جس کا متن "ندائے ملت" کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں دیا جا رہا ہے"

بعد حمد و ثنا کے فرمایا کہ:

مجھے اس کانفرنس میں جو تحفظ گائے کیلئے منعقد کی گئی ہے، میرے ہندو بھائیوں نے مدعو کر کے مجھ پر بڑا احسان کیا۔ اور اپنے ایک مسلمان بھائی پر بھروسہ کر کے سب سے پہلے میری تقریر کا اعلان کیا۔ اسی پر اپنے ہندو بھائیوں کے لئے ہم سب کے مالک سے میری دلی دعا ہے کہ اس مسئلہ میں غلط معلومات کے بجائے ہم کو تحفظ گائے کیلئے حقیقی اور صحیح معلومات کی طرف رہنمائی کرے۔ خدا کی مدد اور اس کی ہدایت کے بغیر ہم کسی بات کے صحیح رُخ پر نہیں پہنچ سکتے۔

میرے بھائیو! آج کے جلسہ میں "گئو ہتیا" اور "گئو رکھشا" یعنی گائے کشی اور گائے کی حفاظت دونوں باتیں زیر بحث ہیں۔ میں چاہوں گا کہ ہم سب دل کی گہرائی سے اس مسئلہ پر سوچ بچار کریں۔ چنانچہ ہمیں ماننا پڑے گا کہ "گئو ہتیا" اور "گئو رکھشا" دونوں میں فرق ہے۔ اسلام کا جہاں تک تعلق ہے وہ کسی جانور کے بلا ضرورت قتل کی اجازت نہیں دیتا۔ خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں چھوٹے پرندوں کے گھونسلوں کو بھی اُجاڑنے کی سخت ممانعت کی یہاں تک کہ پنجروں میں کسی پرندے کو قید رکھنا بھی ناپسند سمجھا گیا ہے۔ اور قرآن نے کسی بھی جان کو ناحق قتل کرنے کو منع کیا ہے۔ گئو ہتیا کے لفظ سے بڑی غلط فہمی

ہو جاتی ہے۔ اس لئے میری یہ بڑے ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ اس مسئلہ کو تحفظ گائے یا ہندی زبان میں "گئو رکھشا" کہنا مناسب ہے یا گئو ہتیا کا لفظ ترک کر دیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔ اُمید ہے میری اس گزارش کو قبول فرمایا جائے گا۔

تحفظ گائے ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر نہایت ہی ٹھنڈے دماغ اور پوری سوجھ بوجھ کے ساتھ غور کیا جانا چاہیئے۔ اس مسئلہ کا تعلق صرف مسلم قوم سے نہیں بلکہ اس کا تعلق ہمارے ہندو بھائیوں اور ان کے مذہبی جذبات سے بڑے پیمانے پر وابستہ ہے اور ملک کی متعدد چھوٹی بڑی اکائیاں بھی اس مسئلہ سے متعلق ہیں۔

لیکن جب کبھی گائے کے بارے میں کوئی بات ہوتی ہے تو الزام صرف مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے۔ انجانے میں اور ناواقفیت کی بنا پر جو ہمارے بھائی گائے کے بارے میں صرف مسلمانوں کے بارے میں نفرت پیدا کرنے کا گناہ مول لیتے اور امن پسند سنجیدہ بھائیوں کو غصہ دلاتے ہیں میرے خیال میں ایسے لوگ ہمارے ملک کی اکثریت کو غلط ڈھنگ سے سوچنے کا عادی بنا دیتے ہیں پھر یہ لوگ گائے کے مسئلے سے اور اسلامی عقیدہ سے بھی ناواقف ہونے کی وجہ سے بد امنی کا سبب بنتے ہیں۔

قرآن کی اجازت کے مطابق مسلمان جس جانور کا گوشت کھا سکتا ہے اسمیں گائے بھی شامل ہے۔ یہ بات بھی واضح کرتا چلوں کہ گائے کے گوشت کا استعمال جائز ہے لیکن فرض نہیں کہ ہر مسلمان کو اُسے کھانا ہی پڑے گا۔ بلکہ اس کی چھوٹ ہے۔ اور کھانیوالے کی ضرورت پر منحصر ہے۔ آج بھی مسلمانوں کے پڑھے لکھے لوگ، مالدار لوگ، ڈاکٹر، وکیل، بیوپاری یا ایسے لوگ جن کا ہاضمہ کمزور ہوتا ہے وہ شاید ہی اس گوشت کا استعمال کرتے ہوں۔ مگر ہمارے جو غریب بھائی جن کو دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں یا جن کی آمدنیاں کم ہیں، اپنی ضرورت کے تحت پیٹ بھرنے کے لئے اسلام کی دی ہوئی اس اجازت کا ضرور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ دلسوزی سے غور کرکے آسانی سے منایا اور سمجھایا جا سکتا ہے

کہ وہ اپنے اس حق کو چھوڑنے پر راضی ہو جائیں۔

لیکن بہرحال، انسانی ہمدردی اور مسئلہ کے حل کے لئے ان کے نقصان کی بھرپائی کا ہم کو انتظام کرنا ہوگا۔

اس موقعہ پر میں چاہوں گا کہ مسلمانوں کے جذبات و احساسات کو اور ان کے دلوں کو جو تکلیف پہنچتی ہے وہ آپ تک پہنچا دوں۔ کہ جب کبھی گائے کا مسئلہ اٹھایا جاتا ہے سب کو چھوڑ کر صرف مسلمانوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں سے کئی گنا تعداد میں دوسری قوموں کے کروڑوں لوگ، گائے کا گوشت کھانے کھلانے میں بہت حصہ دار اور شریک ہیں مثلاً بدھ مذہب کے لوگ۔ ہمارے ہریجن بھائی عیسائی مذہب والے پارسی لوگ ان کے علاوہ جنوبی ہند کے لوگ جس میں ہندو کروڑوں کی تعداد میں گائے کا گوشت کھاتے ہیں پھر کورکو، بھیل، بھنگی، چمار، گونڈ، جنگلی قبائل، ناگا لوگ اور نیپالی گورکھے بھی گائے کا گوشت کھلے عام استعمال کرتے ہیں۔ سرکس والے اپنے جنگلی جانوروں کو گائے کا گوشت ہی کھلاتے ہیں مسلمان جتنا گوشت کھا جاتے ہیں اس کا بیس گنا تو یہ سب لوگ کھا جاتے ہیں۔ اب اگر مسلمان گائے کے گوشت سے اپنا حق اٹھالے تو کیا باقی یہ سب اکائیاں اس میں ہمارا تعاون کریں گی؟ جب تک دیگر گوشت خور ذاتیں، مذہب اور قبائل ہمارے ساتھ نہ ہوں صرف مسلمانوں کے تعاون سے کچھ بھی بات نہیں بن سکتی۔

اس ملک میں ہڈیوں کی تجارت اور خاص طور سے ذبح کئے ہوئے جانوروں کے چمڑے بہت قیمتی ملتے جاتے ہیں۔ اس کے کارخانے، جوتے کی فیکٹریاں جس میں کئی کئی لاکھ لوگ کام کرتے ہیں۔ جوتے چپل کی صنعت باٹا کمپنی کی ملک گیر صنعت، چمڑے کی پیٹیاں بکسے بیگ، کمر بیٹ، بٹوے، پاکٹ ان سب کے کارخانے چلانے والے سب مسلمان نہیں، بلکہ زیادہ تعداد میں غیر مسلم لوگ شریک ہیں۔ بڑے بڑے ہوٹل جن کے چلانے میں شاید سرکار بھی حصہ دار ہے وہاں بڑے پیمانہ پر گائے کا گوشت پکا کر بیچا اور کھلایا جاتا ہے

کیا یہ سب مسلمان ہیں؟

یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ گائے کا گوشت یہاں سے ایکسپورٹ ہو کر دوسرے ملکوں میں بھیجا جاتا ہے اور میری معلومات کے مطابق اس تجارت میں ہندو بھائی لاکھوں، کروڑوں روپے کما لیتے ہیں۔ پھر ملک کے سرکاری مہمانوں کو پیش کر نیوالے کیوں چھوڑے جائیں۔ جو گائے کا گوشت کھلانیکے حصہ دار ہیں۔ ظاہر ہے یہ کام بھی مسلمان نہیں کرتے۔

"کاف لیدر" جو بچھڑے کا چمڑا ہے اور بھاری قیمت پر امریکہ بھیجا جاتا ہے۔ اس کاروبار میں آپ کو ایک بھی مسلمان نہیں ملیگا۔ اب رہا گوشت استعمال کرنے کا معاملہ تو مسلمان صرف ان جانوروں کا استعمال کرتا ہے جو حلال اور جائز ہیں۔ آپ کے سامنے قرآن کی ایک آیت پڑھ کر سُناتا ہوں جس سے آپ کو صحیح اندازہ ہوگا۔ کہ مسلمانوں کو گوشت کھانے کے سلسلے میں کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

ترجمہ آیت القرآن: "(تم پر حرام کر دیا گیا ہے مُردار جانور، خون اور سور کا کا گوشت بھی حرام ہے۔ اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام جس جانور پر پکارا گیا وہ بھی حرام ہے اور جو جانور گلا گھونٹ کر مارا جائے اور چوٹ لگ کر مرے یا اوپر سے گر کر مر گیا ہو، اور سینگ کی مار سے مرا ہوا جانور، یہ سب حرام ہیں اور درندوں نے جس جانور کو مار کھایا ہو وہ بھی حرام ہے) (۵۔ المائدہ۔ ۳)"

قرآن کے اس حکم نے آج کے مشینی قتل کے جانوروں کو بھی حرام کر دیا جن کو مشین کے ذریعہ قتل کیا جاتا ہے۔ آپ کو سن کر تعجب اور حیرت ہوگی کہ مشینی جانوروں کا گوشت مسلمان ہرگز نہیں کھاتا۔ پھر یہ کون لوگ ہیں جو یہ گوشت کھا جاتے ہیں۔ ان کو اس مسئلہ میں منسلک سمجھنا چاہیئے۔ اور انھیں بھی اس کے حل کیلئے آواز دینی چاہیئے۔

قرآن کی چھ نمبر کی سورۂ انعام میں آیت ۱۴۴، ۱۴۵ میں بھیڑ بکری، اونٹ اور گائے بیل کھانے کی اجازت دی گئی ہے لیکن کوئی بھی جانور اسلام کے خاص

طریقے کے مطابق حلال کئے بغیر مسلمان نہیں کھا سکتا میں آپ کو بتا دوں کہ جانور کو قبلہ رخ لٹانا۔ اس پر اللہ اکبر کہنا۔ اور کہنے والے کا مسلمان ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم بھی ذبح کریگا تب بھی یہ جانور مسلمان کو کھانا حرام ہو گا۔ پھر ذبح کا طریقہ بھی ایسا کہ جانور کو کم سے کم تکلیف ہو کسی غیر اسلامی طریقہ سے جانور کو تڑپا تڑپا کر اور دیر تک تکلیف دینے والے کسی بھی طرح کے جھٹکے کا استعمال مسلمان کیلئے منع ہے۔ اب یہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہو گی کہ اسلام میں گوشت کھانے کی بہت سی شرطیں ہیں۔ ان شرطوں کو پورا کئے بغیر کسی جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ کیا مسلمان کے علاوہ دوسری گوشت کھانے والی قومیں اپنے اوپر اتنی پابندیاں مانتی ہیں؟ اگر کوئی انھیں نہ مانے تو خوب سمجھنا چاہیئے کہ حرام اور حلال میں اتنا ہی فرق ہے جتنا بدکاری اور نکاح میں فرق ہوتا ہے۔ جس طرح ایک شخص کسی بازاری عورت سے زنا کرتا ہے یعنی جنسی ضرورت پوری کرتا ہے کیا اُسے بدکار نہیں کہتے۔ ظاہر ہے یہ بدچلن آدمی اور نکاح کرنیوالا دونوں ایک ہی فعل کرتے ہیں لیکن ایک کا فعل گناہ ہے اور دوسرے کا فعل جائز ہے۔ بلکہ صرف جائز ہی نہیں سوسائٹی کے عین تقاضوں کے مطابق ہے۔ اس طرح لوگ قاعدہ کی پابندی کئے بغیر اندھا دھند گوشت خوری کرتے ہیں اور جو لوگ قاعدہ کی پابندی کے ساتھ اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں اور گوشت کا استعمال کرتے ہیں قانون اور مذہب کی نگاہ میں دونوں کو الگ الگ مرتبہ دیا جانا چاہیئے۔ انصاف کی بات تو یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ہر پہلو پر غور کرنا چاہیئے۔

معلوم ہوا کہ مسلمان کو صرف وہی گوشت کھانا جائز ہے جو حلال طریقہ سے اور اجازت دیئے ہوئے جانور کا گوشت ہو۔ ہر طرح کے حلال حرام جانور اور بغیر کسی پابندی کے ہر ایک جانور کو کھانا مشینی قتل خانوں میں کاٹے ہوئے جانور کو کھانا جو لوگ پسند کرتے ہیں ان پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ میں یہ ضرور بتانا چاہوں گا کہ یہ تصور

کر لینا کہ صرف مسلمان ہی گوشت خور ہے اور گائے کا استعمال بھی مسلمان ہی کرتا ہے تو اس مسئلہ میں غلط راہ پر چل جانے کے بعد غور و فکر کرنا ایک مہمل اور بے معنی بات ہوگی۔

ہمارے ہندو بھائیوں میں جو لوگ اس کے ادب اور احترام اور تقدس کے قائل ہیں نہایت ہمدردی اور ادب سے عرض ہے کہ آپ اہنسا اور عدم تشدد پر یقین رکھتے ہیں، آپ رحمدل ہیں بلکہ اپنے مذہبی عقیدہ کے مطابق سانپ کو دودھ پلاتے ہیں۔ کیا آپ مسلمانوں کے ساتھ اس معاملہ میں اس بات سے متفق نہ ہونگے کہ مسلمانوں کا جتنا تعلق گائے کے گوشت سے سمجھا جاتا ہے اس سے بیں گنا تعلق دوسری قوموں کا اس مسئلہ سے ہے۔ اب مسلمان جب یہ بات سنتا اور پڑھتا ہے کہ گائے کے بارے میں صرف میری طرف انگلی اٹھائی جاتی ہے تو قدرتی طور پر اس کا دل دکھی ہوتا ہے۔ امید ہے کہ میرے ہندو بھائی ہماری اس تکلیف کا ضرور احساس کریں گے کہ ہماری طرف صرف اتنا ہی اشارہ کیا جائے جتنا کہ ہمارا تعلق ہے باقی دوسری لاتعداد اور ان گنت باتیں جو گائے کے متعلق ہیں ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ اس مسئلہ کا حل مسلمانوں کے علاوہ دوسری بہت سی قوموں سے تبادلہ خیالات اور فیصلوں کے بعد ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ فقط مسلمانوں کے لاکھ تعاون کے بعد بھی مسئلہ جوں کا توں ہی رہیگا جیسا کہ اب تک رہا ہے۔

مسلمان عالموں نے اب تک اس معاملہ میں ہمیشہ ہمدردی کا طریقہ اپنایا ہے، وہ آپ کے مذہبی احساس کو خوب جانتے ہیں۔ آپ کا دکھ درد ہمیں محسوس ہوتا ہے۔ ہمارے مذہبی عالموں نے کل ہند سطح پر ہمیشہ ہندو بھائیوں کے نازک احساسات کو سامنے رکھ کر سوچا ہے اور بڑی احتیاط کے ساتھ اس مسئلہ میں ہر وقت ہندو بھائیوں کے مذہبی خیالات کا احترام کیا ہے اور کبھی بھی اس معاملہ کو الجھن میں نہیں ڈالا۔ البتہ سیاسی لوگ اپنے

طور پر اس مسئلہ کو اچھال کر اپنا کرتب دکھاتے ہیں۔ آپ کو اس حل کے لئے ہمارے مقتدر ذمہ دار شخصیات اور علم و فہم رکھنے والے لوگوں کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ مثلاً:

مسلم پرسنل لاء بورڈ جس کے ذمہ دار امیر شریعت بہار اور اڑیسہ مولانا منت اللہ صاحب رحمانی۔ کل ہند مجلس مشاورت کے صدر مفتی عتیق الرحمان صاحب عثمانی، ندوۃ العلماء کے ناظم حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی، جو پیام انسانیت کے داعی اور رہبر ہیں اور ایک عالمگیر شخصیت کے حامل ہیں، نیز مدرسہ دار العلوم دیوبند جو ملک کی ایک عظیم مذہبی درسگاہ ہے اس کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب اور جمعیۃ العلماء ہند کے مولانا اسعد مدنی صاحب، یہ سب لوگ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں اور ہندو بھائیوں کے نازک احساسات کا خیال رکھتے ہوئے کبھی بھی بدلے کی کارروائی، الجھن یا کسی کا دل دکھا کر ان لوگوں نے بات نہیں کی۔ آپ اگر مسلمانوں سے کھلے ہوئے اور غریب عوام کو گائے کے گوشت کے بدلے کے طور پر کسی اور انتظام کی طرف پیشقدمی کریں تو اس مسئلہ کو حل کر لینا کوئی مشکل کام نہیں۔

مذہب تو دلوں کو جوڑنے والی طاقت ہے۔ دلوں کو توڑنا اور انسانی برادری میں نفرت اور کھینچاؤ تناؤ پیدا کرنا مذہب اور دھرم کا مقصد کبھی نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کے ذمہ دار لوگ ہر طرح آپ کو اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں میں معاون ثابت ہونگے۔ بات صرف اتنی دھیان میں لانی چاہیئے کہ فقط مسلمان کو ہی اس ملک میں حفاظت گئے کا ذمہ دار مانا جائے بلکہ متعلقہ تمام گروہ بھی زیر بحث لائے جائیں تاکہ سب کے تعاون سے کوئی عملی شکل بن سکے۔

آج کی اس موقر اور سنجیدہ مجلس میں آنے سے پہلے مجھے یہ سن کر بہت ہی دکھ ہوا کہ حکومت کے اعلیٰ سطح کے لوگ اور سیاسی جماعتیں گائے کے مسئلہ میں مسلمانوں کا نام اچھال کر غلط ڈھنگ سے الجھن پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہندو بھائیوں کو یہ کہکر

اکسانے ہیں کہ مسلمان ہی تحفظ گائے کا بنیادی پتھر ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری تقریر سے آپ سب کو سوچنے کے انداز میں کچھ معاون خطوط اور نشانات ملے ہونگے جس پر اس بڑی اہم کانفرنس میں دانشوروں کو حکومت کے ذمہ داروں کو اور سیاسی جماعتوں کے ساتھ سماجی کارکنوں کو فیصلے کرنے میں سہولت ہوگی۔ اب میری چند گزارشات اس ضمن میں بطور مشورہ کے غور کرنے کے لئے سامنے رکھی جائیں تو شکر گزار ہوں گا۔

(۱) گئو کشی یعنی گئو ہتیا اور گئو رکھشا یعنی تحفظ گائے۔ دونوں باتیں الگ الگ ہیں۔ دونوں کو الگ کر کے غور کیا جائے۔ بے ضرورت اور بے مقصد کسی جانور کو قتل کرنا اسلام میں تو جائز ہی نہیں البتہ حفاظت گائے کے مسئلہ میں ہندو بھائیوں کے احساسات کی رعایت کس لئے سوچا جانا چاہیئے۔

(۲) اس مسئلہ پر بدھ۔ ہریجن، عیسائی، مسلمان۔ پارسی۔ ساؤتھ انڈین بھیل۔ گونڈ۔ گورکھا آدی واسی۔ نیپالی۔ گورکھے۔ ناگا قبائل۔ چمار۔ بھنگی اور دوسرے وہ ہندو بھائی اور غریب مزدور جو مجبوری اور غربت سے گائے کا گوشت کھاتے ہیں پھر سرکس کے نمائندے جو اس ملک میں سیکڑوں روزانہ پالتو جانوروں کو گائے کا گوشت کھلاتے ہیں۔ اور جوتے۔ چمڑے۔ ہڈی کے کارخانے والے دوسرے قصاب بھائی نیز باٹا کے جوتے کی فیکٹری۔ کاف لیدر کے بیوپاری اور ان کے نمائندے گائے کے چمڑے اور اس کے گوشت کا ایکسپورٹ کرنیوالے۔ چمڑے کی پیٹیاں۔ بیکیٹ۔ پاکٹ۔ بلیٹ۔ بٹوے۔ وغیرہ بنانیوالے اور تمام متعلقہ افراد کے ساتھ تمام صوبائی حکومتوں کے وزراء اعلیٰ اور حکومت ہند کے نمائندے کسی ایک جگہ ٹیبل پر بیٹھ کر سوچیں اور انسانی ہمدردی کے ساتھ غور وفکر کریں۔

(۳) جو لوگ تحفظ گائے میں مذہبی احساسات رکھتے ہیں وہ ایک ایک ناکارہ گائے کو جو دودھ نہیں دیتی اسے اپنے گھر پرورش کریں اور کسی قیمت پر اسے

نہ بیچیں گے۔ ایسا حلف لیں تاکہ ناکارہ جانور رکھنا بند ہوں۔ دودھ دینے والا جانور بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ ہر ایک اسے پالتا ہے۔ سوال ناکارہ گائے کا ہے۔ جیسے خوراک دیتے رہنا مذہبی عقیدے کے اعتبار سے صرف ہمارے ہندو بھائی ہی کر سکتے ہیں۔ یہ قربانی بہرحال انھیں دینی ہوگی کہ ہر ہندو بھائی ایک ایک ناکارہ گائے کو پرورش کرے۔

(۴) اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے مرکزی حکومت ایک گائے منسٹری تشکیل دے۔ اور اس کے تحت ایک مشاورتی بورڈ بنائے جس میں اس کے متعلق تمام اکائیوں کے نمائندے مل کر اس مسئلہ کا مؤثر حل نکالیں۔

(۵) اس سے پہلے کہ حکومت اپنے مشینی قتل خانے بند کرے کاف لیدر (بچھڑے کا چمڑا) ایکسپورٹ نہ کیا جائے۔ آج کے حکمران جب عوام میں تھے تو یہ سب باتیں وہ کہا کرتے تھے۔ لیکن اب صرف مسلمانوں کا نام لے کر اصل مسئلہ کے حل سے حکام ہٹنا چاہتے ہیں اور بات کا رُخ مسلمانوں کی طرف موڑنا ترک کردیں۔

(۶) جوتے، چپل، بیگ۔ اور چمڑے وغیرہ کے کارخانوں میں جو مزدور کام کرتے ہیں ان کے ہرجانے پر غور کیا جائے اور انھیں دوسرا کام دلانے کے بارے میں منصوبے بنائے جائیں۔

(۷) گوشت خور غریبوں کو چھوٹے جانوروں کے گوشت سستے دام میں ملنے کی سہولتیں دی جائیں۔ اور کوئی مؤثر اقدام کیا جائے تاکہ قصاب برادری کسی دوسری صنعتی لائن میں کام کر سکے۔

(۸) ہندو مذہبی رہنما عام ہندو بھائیوں میں گوشت خوری کے بڑھتے ہوئے رجحان کو روکیں اور اپنا مذہبی اثر اور حکم استعمال کریں تاکہ جن کو گوشت کھانا مذہبی نقطۂ نظر سے جائز ہے انھیں یہ غذا سستے داموں حاصل کرنے میں

وقت نہ ہو اور گائے کا گوشت کھانے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔

(۹) ابھی تک جس طرح اس مسئلہ پر صرف مسلمانوں کی طرف اشارہ کر کے سوچا جاتا ہے اس طریقے سے ملک کے بہت سے بے گناہوں کے قتل ہوئے اور ناحق ان کے خون بہے۔ انسانوں کے ہاتھ ہی انسانیت کا قتل عام ہوا۔ اور اس انارکی کو بند کر کے انسانی ہمدردی اور غذائی ضرورت کو بنیاد بنا کر فیصلے کئے جائیں صرف مذہبی جنون سے مسئلہ کا حل نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) پسماندہ اور کچلے ہوئے غریب بھوکے لوگوں کی غذا گائے نہ بن سکے اس کے لئے ایک بڑا فنڈ ہندو بھائی اپنی انسانی ہمدردی کے تحت خود قائم کریں اور متاثرہ لوگوں تک امدادی ہاتھ بڑھا کر راہ ہموار کریں تا کہ کچلے ہوئے لوگ بھوک سے نہ مریں۔ اور خوشی سے گائے کا گوشت کھانا بند کر دیں۔

(۱۱) چمڑے والے بیوپاری اور کارخانے کے مالکوں نے مجھے بتایا کہ مُردار جانوروں کے چمڑے سے بننے والے مال خراب ہوتے ہیں اور عالمی منڈیوں میں صرف حلال جانوروں کے چمڑے کا بنا ہوا مال اعلیٰ درجہ کا اور کوالٹی میں نہایت اعلیٰ مانا جاتا ہے۔ یہ لوگ بھی ذبیحہ گائے کے مالی لالچ میں آ کر گائے ذبح کرنیکا سبب بن سکتے ہیں۔ انھیں بھی مجبور کرنا ہو گا کہ اپنے سرمایہ کے زور پر لوگوں کو گائے کاٹنے کے سلسلے میں ہمت افزائی نہ کریں اور کوئی دوسرا کاروبار تلاش کریں۔ تاکہ خود ہندو مذہب کے افراد ہو کر گائے کے معاملہ میں خلاف نہ جا سکیں۔

(۱۲) ہزاروں گائے کے جھنڈ جو سڑکوں پر مفت مل جاتے ہیں انھیں بھوکے پیاسے ہانک کر جو بیوپاری ہمارے ملک کے سرحدی علاقوں میں نیپال۔ پاکستان اور برما والوں کو دس پانچ روپے میں فروخت کر دیتے ہیں۔ پڑوسی ملک کے لوگ اتنے سستے داموں کا جانور کھا لیتے ہیں اور اپنا اناج بھی بچا لیتے ہیں۔ اور

ہڈی چمڑے کی الگ قیمت وصول کر لیتے ہیں۔ یہ چیز ہمارے ملک کی معیشت کو تنگ اور اناج کی قیمت کو بڑھا دیتی ہے۔ اس کا کوئی حل نکالنے کے لیئے سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیئے۔ میری جہاں تک معلومات ہیں ہندوستانی مسلمان یہ سرحدی اکسپورٹ نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ پہلے سے بدنام ہے اور ڈرا اور سہما ہوا بھی۔ دوسرے باہمت لوگ کھلے عام بڑا۔ پاکستان۔ اور نیپال کی سرحدوں پر لاکھوں گائیں پڑوسی ملکوں کے حوالے کر آتے ہیں۔

(۱۳) جو لوگ ہندو ہو کر بھی گائے کا گوشت کھاتے ہیں انہیں ہندو مذہبی رہنما سختی سے منع کریں اور روک لگائیں۔ ایسے لوگوں کو جو کسی مذہب کے ہو کر بھی اس مذہب کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ انھیں منافق اور دوغلے مان کر سماج اور سوسائٹی سے باہر کروانا چاہیئے۔ اور ان کا سماجی بائیکاٹ ہونا چاہیئے۔ یہ مذہبی قدم اٹھانا ہندو مذہبی عالموں، شنکر آچاریوں اور پنڈتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی مذہبی طاقت کا استعمال کر کے گائے کا گوشت کھانے کی اس روش کو جو خود ہندو بھائیوں کے درمیان جاری ہے، پوری طاقت سے روک لگائیں۔

اسلام میں جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے اس کا کھانا مسلمانوں کو منع ہے۔ اگر کوئی ایسا جرم کرے تو اسے اسلام سے خارج کر دینے کا ہمارے ہاں انتظام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم عالم دین ہمیشہ اس کا خیال رکھتے ہیں کہ جو مذہبی لحاظ سے منع ہے۔ اس کے استعمال کرنے والے کو سماج سے نکال دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ شادی بیاہ، کفن دفن سے مجبور رہ کر مذہب کے خلاف کسی عمل کی جرأت ہی نہ کر سکے۔

ہندو دھرم آچاریوں کے لئے اپنے مسلم بھائیوں کا یہ نمونہ کام کا ہے

اگر اس کا استعمال کر کے ہندو مذہبی رہنما گائے کا گوشت کھانے والے ہندو کو مذہب سے الگ کرنے کا اعلان کرنے لگیں تو گائے کا گوشت کھانے کی ہندو بھائیوں کو عادت ختم ہو جائے۔

اپنی طرف سے میں اپنے ہندو بھائیوں سے صاف دلی سے عرض کرتا ہوں کہ اس ملک میں آپ کی محبت اور الفت ہندو مذہب میں دَیا (رحم) حتیٰ کہ جانوروں کے ساتھ بھی ہندو بھائیوں کا تعلق دیا اور رحم کا ہے اس لحاظ سے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ جو آپ کے بھائی ہیں، آپ حق و انصاف کے تقاضوں اور انسانی رشتے اور تعلق کو کبھی خراب نہ کریں۔

اور مسلمان بھی اپنی طرف سے اسلام کی دعوت توحید اور پڑوسیوں کا وہ حق جو مسلمانوں پر بطور قرض اب تک باقی ہے اپنے ہندو بھائیوں کی خدمت میں پیش کریں۔

ایک حقیقت پسند انسان ایک سچے ہندوستانی اور پوری انسانی برادری کے ایک ہمدرد کے ناتے یہ اپیل کروں گا کہ اس مسئلہ کو کسی ایک فریق سے ہرگز نہ جوڑا جائے۔ بلکہ حق و انصاف کی ترازو میں جس جس طبقہ کا اس مسئلہ سے تعلق ہو ان سب لوگوں کا تعاون حاصل کیا جائے۔

آخر میں مجھے پیار و محبت اور دل کی گہرائیوں سے کہنے کی اجازت دیجئے کہ ہندو بھائی ہم سے بڑے ہیں۔ بڑے بھائیوں کا ادب و لحاظ ہمارے ذمہ ہے۔ اور مسلمان آپ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ چھوٹوں کے ساتھ رعایت و سہولت کا معاملہ ہونا چاہیے۔

آپ نے میری باتوں کو صبر و سکون کے ساتھ سُنا۔ اس پر میں آپ کا

شکر گذار ہوں۔ اور آپ کے دیئے ہوئے پیار اور بھروسے کی قدر کرتا ہوں۔ اور پھر ایک بار انسانیت کے نام پر انسان کی حفاظت انسان سے محبت آپ سے طلب کرتا ہوں کہ کسی بھی انسان کا دل دکھایا جائے اور نہ اُسے ستایا جائے۔ اور ہر انسان کی جان و مال اور آبرو کا احترام کیا جائے۔ کیونکہ کسی ایک جان کو بھی ناحق قتل کرنے پر پوری انسانیت کا خون ہمارے کاندھوں پر آپڑتا ہے۔ اس لئے انسانیت کو خون خرابے سے بچانے کے لئے ہم سب کو مل جل کر کام کرنا چاہیئے۔

ماخوذ

از اخبار "دعوت" دہلی

مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۷ء

خصوصی اپیل

ایسے نوجوان جو اللہ کے فضل اور اپنے ذاتی قوتِ بازو کی کمائی پر بھروسہ رکھتے ہیں کسی دوسرے کی دولت کا لالچ نہیں رکھتے۔ اور انسانیت مساوات اور اخلاقیات کے حامی ہیں اگر ایسی نیک شریف اور اچھی لڑکیوں سے شرعی فاطمی شادی کے متمنی ہیں جن کے والدین دولت اور بڑے جہیز دینے کے لائق نہیں ہیں تو ہم سے رابطہ قائم کریں۔ راز داری کے ساتھ مناسب لوگوں سے تعارف کرادیا جائیگا لڑکے اور لڑکیوں کے والدین ہم سے معلومات کریں۔ کوئی فیس یا لالچ نہیں ہے صرف جواب کے لئے ۲۵ پیسے کا ٹکٹ بھیجدیں۔

محمد آفاق صدیقی۔ ناشر کتابچہ ہذا